Tauseeq, Volume. 3, Issue. 2
ISSN (P) 2790-9271 (E) 2790-928X
DOI: https://doi.org/10.37605/tauseeq.v3i2.39

Received: 09-11-2022
Accepted: 06-12-2022
Published: 31-12-2022

عبداللہ حسین کی ناول نگاری: ایک تحقیقی تجزیہ

(Abdullah Hussain's Novel Writing: An Exploratory Analysis)

• ڈاکٹر جہانزیب شعور

• محمد عثمان

• ڈاکٹر روح الامین

Abstract:

Abdullah Hussain is a great name in Urdu novel writing. Abdullah Hussain got this place because of his first novel (Udass naslein).The novel (Udaas naslein) was published for the first time in 1963.This novel gained countrywide fame due to its theme and style of writing. After that in 1982 Abdullah Hussain's second novel (Bhaag) came out. (Bhaag)Is a unique in term of its theme and story. After these two novels , Abdullah Hussain's two more novels (Qaid) and (Naadaar log) were published in 1989 and 1996 respectively. (Udaas naslein) is a mater piece of Urdu novel writing. For this reason, this novel was awarded with (Adamji) Award. The subject of Abdullah Hussain's novels is Pakistani society. A tragic concept of those who live in this society. The perfection of Abdullah Hussain is that he takes the story in his grasp and moves forward. He interprets human feeling and emotions through characters .He is a modern novelist, that's why there is a beautiful combination of innovation in his art and thought along with tradition. In this article Abdullah Hussain's novel writing has been analyzed from every aspect and an attempt has been made to cover him in the context of modern Urdu novel writing.

Keywords: Abdullah Hussain, Novel, Story, era, life, feelings, philosophy of life, characters

اردو ناول نگاری کی تاریخ میں عبداللہ حسین کا نام لائق محتاج نہیں۔عبداللہ حسین نے اُردو ناول نگاری کو جو تنوع، ہمہ گیری، بلندی اور وسعت دی ہے کسی اور کے بس کا کام نہیں۔عبداللہ حسین کو ان کے پہلے ناول نے ہی شہرت کی بلندی تک پہنچا دیا۔ان کا پہلا ناول "اداس نسلیں" پہلی بار (۱۹۶۳) میں شائع ہوا جس نے آتے ہی ادبی حلقوں میں موضوع اور اسالیب کی انفرادیت کی بنا پر دھوم مچا دی اور ملک گیر شہرت حاصل کی۔"اداس نسلیں" کی اشاعت کے کافی

• اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو اسلامیہ کالج یونیورسٹی پشاور
• لیکچرر شعبہ اردو اسلامیہ کالج یونیورسٹی پشاور
• لیکچرر شعبہ اردو اسلامیہ کالج یونیورسٹی پشاور

عرصہ بعد تک عبد اللہ حسین کا قلم خاموش رہا۔ یہ زمانہ کم و بیش ۲۰ سال پر محیط ہے۔ لیکن آخر کار "(۱۹۸۲) میں ان کے قلم کا جوش ناول "باگھ" کی صورت منظرِ عام پر آیا۔ اپنی تھیم اور کہانی کے اعتبار سے عبد اللہ حسین کا ناول "باگھ" امتیازی مقام رکھتا ہے۔ ان دو ناولوں کے بعد عبد اللہ حسین اپنے قلم کی روانی کے آگے زیادہ دیر تک بند ھ نہ باندھ سکے کے اور پے در پے دو اور ناول "قید" (۱۹۸۹) اور "نادار لوگ" (۱۹۹۶) تخلیق کیے۔ ان دو ناولوں میں زمانی اعتبار سے فاصلہ کم ہے۔

عبد اللہ حسین اردو ناول نگاری کی تاریخ کا ایک زندہ اور توانا حوالہ ہے۔ ان کی ناول نگاری کی اہمیت وافادیت کو کسی طور نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اس کی بنیادی توجیہ یہ ہے کہ ناول کی کہانی اور پلاٹ میں زمان و مکان کے تقاضوں کے مطابق وقتاً فوقتاً تبدیلیاں رونما ہوتی رہیں ہیں۔ جس کے تحت اس زمانے کے ناول نگار ناول تخلیق کرتے تھے۔ طویل عرصہ تک لگے بندھے موضوعات کو بنیاد بنا ناول لکھیں گئے۔ یہی وجہ ہے کہ سن ۱۸۵۷ سے ۱۹۴۷ تک ناول کی کہانی کسی بڑے کینوس پر سفر کرتی نظر نہیں آتی لیکن ۱۹۴۷ میں تقسیم ہند کے سانحے نے اردو ناول پر گہرے نقوش ثبت کئے۔ برِ صغیر پاک وہند کے خون چکاں واقعات اور ہندو مسلم فسادات نے موضوعاتی لحاظ سے ناول کی دنیا میں انقلاب برپا کیا۔ ناول کی کہانیوں میں بھی تبدیلی نظر آنے لگی۔ اور نئے زاویوں سے کہانیاں مرتب ہونے لگی۔ برِ صغیر پاک وہند ایک ایسا خطہ ارضی ہے جہاں کے لوگوں کا طرز زندگی، تہذیب وثقافت میں مماثلت موجود ہے۔ بٹوارے نے یہاں کے لوگوں کے اذہان و قلوب پر انمٹ نقوش چھوڑے۔ ہجرت کے واقعے نے یہاں کے لوگوں کی زندگی میں زہر گھول دیا۔ پاکستان اور بھارت کی صورت میں جدا ہونے کے باوجود، دونوں ممالک میں افراد کی ذہنی ہم آہنگی اور تہذیبی و تمدنی آدرش کی پاسداری مشترکہ طور پر پائی جاتی ہے۔ ہجرت کے اندوہ ناک واقعے نے لوگوں کو زندگی کے ایک ایسے موڑ پر لا کھڑا کیا جس نے یہاں کے لوگوں کے دلوں میں زخم بھر دیے۔ اپنی زمین سے کٹ جانے کا احساس اور باطنی شکست وریخت کا المیہ اس خطے کے تمام باسیوں کے ذہنی بطون میں آج تک مختلف زاویوں سے کروٹیں لے رہا ہے۔ دونوں خطوں کے لوگ تاحال ان حالات کو نہیں بھولے۔ چنانچہ 1947 کے بعد جتنے ناول لکھے گئے اِن میں اُس پُر آشوب دور کے سیاسی، سماجی، معاشی اور معاشرتی حالات کی عکاسی بخوبی کی گئی ہے۔ عبد اللہ حسین چونکہ ایک ادیب ہیں اور ادب سے تعلق رکھنے والے حساس دل کے مالک ہوتے ہیں۔ ان تمام حالات و واقعات کو دیکھ کر عبد اللہ حسین آنکھیں نہیں چرا سکے۔ ان تمام حالات کے تناظر میں ان کا پہلا ناول "اداس نسلیں" کے نام سے ادبی حلقوں کی زینت بنا۔ یہ ایک ضخیم ناول ہے۔ اس ناول نے نہ صرف عبد اللہ حسین کو ادبی حلقوں میں متعارف کروایا بلکہ یہ دراصل ان کے بہترین ناول نگار ہونے کا منہ بولتا ثبوت بھی ہے۔ اس ناول کے منظرِ عام پر آتے ہی عبد اللہ حسین کا نام ادبی حلقوں میں زور و شور سے گونجنے لگا۔ یہ ناول ۱۸۵۷ سے لے کر ۱۹۴۷ کی تاریخ کی دستاویز ہے۔ جس کے متعلق "محمد عاصم بٹ" لکھتے ہیں:

> "اداس نسلیں کا شمار قیامِ پاکستان اور اس سے پہلے کے برِ صغیر میں رہنے والے لوگوں کی سیاسی بیداری سے متعلق لکھے گئے چند بہترین ناولوں میں ہوتا ہے۔ اس ناول کو اردو ادب میں اہم واقعہ اور ایک اہم نئی روایت کے آغاز سے تعبیر کیا گیا۔ حقیقت پسندی کی ایسی مضبوط روایت جس میں خاص طور پر پنجاب کی دیہی زندگی ہمیں سانس لیتی محسوس ہوتی ہے اور وہ اپنی تمام تر خوبصورتیوں اور بدصورتیوں کے ساتھ ہمارے سامنے زندہ ہو جاتی ہے"1

عبداللہ حسین کا یہ ناول چار حصوں میں منقسم ہے جس میں تین نسلوں کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔ یہ ناول ۱۹۱۳سے لے کر ۱۹۴۷تک کے حالات وواقعات کے پس منظر میں لکھا گیا ہے یہ تمام واقعات خصوصی اہمیت کے حامل ہیں کیونکہ اسی منظر نامے کی بدولت برٹش انڈیا، انڈیا، پارٹیشن انڈیا اور اختتامیہ تک کہانی اپنا سفر مکمل کرتی ہے۔ اس ناول میں زندگی اپنے تمام تر رنگینیوں اور تجربات کے ساتھ جلوہ گر ہے، انگریز قوم کی مکارانہ چالیں، ہندوستان کے ہندو مسلم کی مشترکہ تہذیبی قدریں، معاشرتی اور سماجی اقدار کا نوحہ، پہلی اور دوسری جنگِ عظیم کی تباہ کاریاں، افراد کی نفسیاتی الجھنیں اور جنسیاتی پیچیدگیوں کا بیان اس ناول کے صفحات پر بکھرا پڑا ہے۔ کردار نگاری کے حوالے سے ناول "اداس نسلیں" میں تنوع پایا جاتا ہے۔ نعیم، عذرا، اور روشن آغا اس ناول کے مرکزی کردار ہیں۔ ناول کی پوری کہانی ان کرداروں کے گرد گھومتی ہے۔ مثلاً نعیم اور عذرا کے علاوہ تمام کردار ایک دوسرے کو مکمل کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔

عبداللہ حسین نے نعیم کے کردار کے ذریعے ایک ایسے نوجوان کی کہانی بیان کی ہے جو جدید نوجوان نسل کی نمائندگی کرتا ہے۔ اس کردار کی نفسیاتی ساخت بہت پیچیدہ ہے اور اندرونی طور پر متضاد کیفیتوں سے دوچار ہے۔ اس ناول کا دوسرا اہم کردار عذرا کا ہے جو کہ نعیم کی محبوبہ ہے۔ عذرا اور نعیم کے ماحول میں تضاد موجود ہے۔ عذرا جاگیردار کی بیٹی ہے اور اپنے طبقے کی نشاندہی کرتی ہے۔ عذرا کا کردار انگریز نواز ہے۔ اس کی جڑیں شہری تہذیب سے جڑی ہیں۔ ان کو چکاچوندی والی زندگی پسند ہے۔ جہاں رنگ ہے، روشنی ہے اور دولت کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ عبداللہ نے "اداس نسلیں" میں عذرا کی کردار سازی اور نفسیاتی الجھنوں اور پیچیدگیوں کو بڑی مہارت سے پیش کیا ہے۔ ان کرداروں کے ذریعے عبداللہ حسین نے کہانی کا کل مرتب کیا ہے۔ یہ کردار معاشرے کے مختلف افراد کا مجموعہ ہے۔ اس زمانے میں مجموعی طور پر لوگ بے حس بن چکے تھے۔ ان کرداروں کے تمام تر مسائل اور ذہنی وفکری ارتقا اپنی بے حسی اور سردمہری کی وجہ سے اُس اجتماعی طرزِ احساس کی عکاسی ہے جو اس دور میں عوامی سطح پر سرایت کر چکا تھا۔ ایسے حالات کی عکاسی ناول میں کرنا آسان نہیں لیکن عبداللہ حسین نے ان تمام عوامل کو کہانی کے بطن میں سمو کر ناول نگاری کے فن پر اپنی ماہرانہ گرفت کا ثبوت پیش کیا ہے۔ اس خصوصیت کے باوصف "اداس نسلیں" کو پاکستان میں "آدم جی" ایوارڈ سے نوازا گیا لیکن عبداللہ حسین بذات خود اپنے اس ناول کو ایک رومانی کہانی سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ ایک مکالمے میں وہ "اداس نسلیں" کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں:

> "اس میں تاریخ وارتخ کا جتنا ذکر آتا ہے وہ بھی میں نے شعوری طور پر نہیں کیا۔ میں نے تو بنیادی طور پر اس ناول کو محبت کی ایک کہانی (love story) سمجھ کر لکھا تھا اور میرے ذہن میں اب بھی اپنے ناول کا یہی تصور ہے"2

عبداللہ حسین کا اپنے ناول کے بارے میں تجزیہ لاکھ درست سہی، لیکن ناول کا عمیق مطالعہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ یہ ناول اپنے عہد کا ترجمان ہے۔ اس میں ۱۹۵۷ء کی جنگ آزادی سے لے کر تقسیم ہند تک کے تمام سیاسی، تاریخی اور معاشرتی واقعات کو اپنی تمام حشر سامانیوں کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ "اداس نسلیں" ناول کے باب میں قابل قدر اضافہ ہے اس نے ناول کو ایک نئی زندگی دی۔ "یہ ناول سیاسی، تاریخی اور نفسیاتی نقطہ نظر سے اہم مقام رکھتا ہے۔ اور آنے والے ناول نگاروں کے لئے ایک نئی راہ کا پیش خیمہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ اداس نسلیں" موضوعاتی سطح پر

قارئین پر غور و فکر کے کئی در وا کرتا ہے جبکہ کرداری نہج پر ایک ایسا مرقع سامنے لاتا ہے جس میں زندگی کی مثبت اور منفی تصویر کشی کی گئی ہے۔یہ ناول نہ صرف آنے والے ادیبوں کے لیے نشانِ راہ ہے بلکہ آنے والے ناولاتی کرداروں کے مسائل کو سمجھنے کی نشاندہی بھی کرتا ہے۔یہ ناول صرف انسانی جذباتیات کو زیر بحث نہیں لاتا انسانی زندگی اور نفسیات کا بیان اس ناول کی دلچسپی کا باعث ہے۔

"اداس نسلیں" کو ملک گیر شہرت نصیب ہوئی کیونکہ اس میں عبد اللہ حسین نے پاکستان کے معرض وجود میں آنے کی داستان کو دل فریب انداز میں قلم بند کیا ہے۔لیکن اس ناول کے بر عکس عبد اللہ حسین کے دیگر ناول کو زیادہ شہرت نصیب نہ ہو سکی۔اس ناول کی پذیرائی میں سب سے بڑا ہاتھ عبد اللہ حسین کے ناقدین کا ہے۔ناقدین کے ایک خاص طبقے نے صرف "اداس نسلیں" کو درخورِ اعتنا سمجھا اور عبد اللہ حسین کے آنے والے ناولوں کا پہلے ناول کے ساتھ موازنہ کرتے رہے۔اس بے جا جانب داری کی وجہ سے عبدللہ حسین اہلِ نقد و نظر سے نالاں بھی رہے۔یہاں تک کے اپنے ضخیم ناول "نادار لوگ" (۱۹۹۶) کے پہلے صفحے پر انھوں نے ناقدین سے گزارش کی ہے کہ وہ چھ ماہ تک اس ناول پر اپنی رائے کا اظہار نہ کریں تا کہ مجھ میں اور میرے قارئین میں کوئی ذہنی خلیج پیدا نہ ہو۔"اداس نسلیں" کی وقعت اپنی جگہ لیکن اس کے ہوتے ہوئے عبد اللہ حسین کے فکشن میں ایسا ذخیرہ موجود ہے جو ادبی، تاریخی، سیاسی، معاشرتی اور مذہبی تناظر میں اپنی اہمیت بر قرار رکھے ہوئے ہے۔

عبد اللہ حسین کا دوسرا ناول "باگھ" (۱۹۸۲) میں شائع ہوا۔ناول "باگھ" "اداس نسلیں" کے بالکل بر عکس ہے۔تکنیکی اعتبار سے یہ دونوں ناول ایک دوسرے سے کافی مختلف ہے۔"باگھ" کا لفظی مطلب "شیر" ہے'یہ ایک استعاراتی ناول ہے۔عبد اللہ حسین نے "باگھ" کو ایک خوب صورت علامت کے طور پر استعمال کیا ہے۔"باگھ" دراصل دہشت کی علامت ہے۔ہمارے معاشرے میں صاحب اقتدار لوگوں کی جابریت و آمریت کی عکاسی عبد اللہ حسین نے لفظ "باگھ" سے کی ہے۔اس ناول کا مرکزی کردار اسد ہے جو "باگھ" کا شکار کرنا چاہتا ہے۔ اس ناول میں "باگھ" ایک ایسا استعارہ ہے جو فرد کی داخلی کشمکش کی واضح مثال ہے۔اسد اور باگھ میں نام کی مماثلت ہے۔جس طرح "باگھ" دیگر جانوروں پر اپنا تسلط بر قرار رکھتا ہے ویسے ہی اسد بھی زندگی کے حقائق سے نبرد آزما ہونے کے ساتھ مزاحمتی کردار ہے۔تسلط کی یہ خواہش انسان کو زندگی کے تلخ حقائق سے کس طرح آشنا کرتی ہے اس کا اندازہ "ڈاکٹر ناصر عباس نیر" کے مضمون "باگھ ایک مطالعہ" کی اس عبارت سے لگایا جا سکتا ہے:

> "ناول کا ہیرو زندگی کے مصائب کو جھیلتے ہوئے اپنے داخلی ردِ عمل کی بنیاد پر زندگی کو وسیع تر تناظر میں دیکھنے اور سمجھنے کے قابل ہو جاتا ہے۔اس پر زندگی کی متعدد حکمتوں کے راز افشا ہو جاتے ہیں۔ناول نگار نے کرداروں کو تلاش و آتش میں سادھوؤں کی طرح گھمایا پھرایا نہیں بلکہ زندگی کے اس جادوئی دائرے میں مقید دکھایا ہے جو ہر شخص کا مقدر ہے"3

"باگھ" کا بنیادی موضوع محبت ہے مگر "باگھ" کے استعاراتی نظام میں کہانی کی معنویت نیا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔اس ناول میں کائنات کے مرکزی کردار انسان کی باطنی دنیا کو پیش کیا گیا ہے جو کسی شے سے مغلوب ہونے کی بجائے غالب ہونے کو ترجیح دیتی ہے۔اس ناول میں اسد کے کردار کے ذریعے دورِ جدید کی نوجوان نسل، ان کے مسائل اور ان

مسائل کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے والے انسانوں کی کہانی بیان کی گئی ہے۔ناول کا مرکزی کردار اسد بھی کئی مصائب و آلام کا شکار ہے لیکن ہر موقع پر وہ جبلتِ انسانی سے مجبور ہو کر مستقل مزاحمت کرتے رہے۔اسی وجہ سے عبداللہ حسین نے "باگھ" کو مزاحمتی ناول قرار دیا ہے جس کی توضیح "فخر زمان" کی اس رائے سے بھی ہو سکتی ہے:

> "ناول "باگھ" کے بارے میں عبداللہ کا کہنا ہے کہ بنیادی طور پر یہ Resistance کا ناول ہے اور اس مزاحمت کے حوالے سے یہ مارکسی ادب کا حصہ بنتا ہے۔بہت سے دوستوں کو ممکن ہے ،اس نقطۂ نظر سے اتفاق نہ ہو لیکن مجھے اس ناول کے ہیرو کی متواتر Resistance کے پیشِ نظر یہ ناول مزاحمتی لگتا ہے"4

"باگھ" میں زندگی کی ازلی و ابدی حقیقتوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔انسان کے دل میں وقت کے ساتھ ساتھ لاتعداد خواہشات جنم لیتی رہتی ہیں لیکن ضروری نہیں کہ انسانوں کی تمام خواہشات کی تکمیل ہو۔یہی وجہ ہے کہ کائنات میں لاحاصلی کا کرب اور عدم تکمیل کی تشنگی کا احساس ہر فرد کو لاحق ہے۔اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے نیز اس مرض کی تشخیص کے لیے ہر شخص ذاتی طور پر کوئی نہ کوئی لائحہ عمل ضرور ترتیب دیتا ہے جس کو مدنظر رکھ کر وہ عمل کی سمت سفر جاری رکھنے کا تعین کرتا ہے۔یہی اس ناول کا بنیادی تھیم بھی ہے۔عبداللہ حسین کا یہ ناول عہد حاضر کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔اس ناول میں قدم بہ قدم تجسس کا مادہ موجود ہے۔

عبداللہ حسین کا تیسرا ناول "قید" (۱۹۸۹) میں ادبی حلقوں کی زینت بنا۔یہ ناول ایک حقیقی واقعے پر تخلیق کیا گیا ہے جو پاکستان میں ضیاء الحق کے دور میں رونما ہوا۔پاکستان کے ایک گاؤں میں نمازیوں نے کسی معصوم نوزائیدہ بچے کو سنگسار کر کے قتل کر دیا۔اسی سچے واقعے کو بنیاد بنا کر عبداللہ حسین نے ناول کا تانا بانا بنا۔اس ناول میں پاکستانی معاشرت پر کھلے عام الفاظ میں طنز کیا گیا ہے اور معاشرتی برائیوں پر تنقیدی نگاہ ڈالی گئی ہے۔"قید" ویسے تو مختصر ناول ہے مگر اختصار کے باوجود جامعیت کا حامل ہے۔یہ ناول انسانوں کی اقتدار کی ہوس اور معصوم انسانوں کی ناکامیوں اور محرومیوں کی داستان ہے۔اس ناول میں عبداللہ حسین نے سیاست، فوج اور اعلیٰ افسران کی حقیقت سے پردہ اٹھانے کی کوشش کی ہے کہ کس طرح یہ لوگ ملی آؤ بھگت سے اقتدار میں رہنے والے سیدھے سادھے لوگوں کا استحصال کرتے ہیں۔ناول کی کہانی تین مرکزی کرداروں فیروز شاہ، رضیہ سلطانہ اور کرامت علی شاہ کے گرد گھومتی ہے، ان تینوں کرداروں کا تعلق تعلیم یافتہ طبقے سے ہے۔اگر یہ کہا جائے کہ یہ ناول رضیہ کی داستان انتقام پر مبنی ہے تو بے جا نہ ہوگا۔رضیہ سلطانہ فیروز شاہ کی محبوبہ ہے جو بعد میں اس کے ناجائز بچے کی ماں بنتی ہے۔فیروزاور رضیہ کے اس گناہ کی پاداش میں گاؤں والے ان کے ناجائز بچے کو سنگسار کر دیتے ہیں۔بعد ازاں رضیہ اپنے بچے کے تین قاتلوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگتی ہوئی تختۂ دار پر لٹک جاتی ہے۔اس ناول کا اہم کردار کرامت علی شاہ ہے جو گدی نشین پیر کے روپ میں ظاہر ہوتا ہے۔کرامت علی شاہ کے کردار سے عبداللہ حسین نے پیری مریدی کے نام پر چلتے ہوئے کاروبار کو پیش کرنے کی سعی کی ہے۔اس ناول میں یہ دکھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ کس طرح بے علم اور کم فہم لوگ مذہب اور اندھے عقائد کی بنا پر کسی عام شخص کو پیر و مرشد مان کر اور انہیں روحانیت اور سلسلہ جیسے ناموں سے جوڑ کر دولت کا کاروبار کرنے کی دعوت دیتے ہیں اور اندھے عقائد میں قید عوام کو بے وقوف بنا کر اپنا کاروبار چلاتے ہیں۔کرامت علی شاہ اپنے منافقانہ رویہ کی وجہ سے غریب اور سادہ لوح عوام کا استحصال کرتا ہے۔اس کردار کے ذریعے عبداللہ حسین نے دیہاتی علاقوں کے اس گھناؤنے نظام کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں جعلی پیر

فقیر تصوف کی آڑ میں عوام کے دلی احساسات وجذبات کو ٹھیس پہنچاتے ہیں۔اس تمام عمل کے پس پشت ایک فوجی امر کی حکومت کارفرما ہے جس نے خدا اور مذہب کے نام پر قوم کو اخوت، بھائی چارے اور یگانگت سے رہنے کی تلقین کی تاکہ عوام کی نظریں ایک امر کی دوغلی پالیسی کی طرف نہ اٹھ سکیں۔بقول "ڈاکٹر خالد اشرف":

> "عبد اللہ حسین کا یہ ناولٹ پاکستان میں جاگیر داری اور فوجی امریت کے شانہ بشانہ فروغ پانے والے پیری مریدی کے کاروبار کی تفصیلات پیش کرتا ہے کہ ہوسِ زر اور ہوسِ اقتدار کے زیر اثر یہ نام نہاد سائیں، پیر اور مرشد کس طرح طریقت اور مذہبی ٹونے ٹوٹکوں کی آڑ میں سارے معاشرے کو اپنے حلقۂ اثر میں قید کئے ہوئے ہیں"5

اس ناول میں پاکستانی قوم کا المیہ پیش کیا گیا ہے کہ یہاں کے عوام کس طرح تصنع اور بناوٹ جیسے مؤثر ہتھیار سے عوام کے ذہن میں شیطانی چالبازیوں کا نفوذ کیا جاسکتا ہے۔ناول کے مرکزی کردار پس منظر میں کھو جاتے ہیں مگر عبد اللہ حسین نے ماہر فنکار کی طرح ایک کھوکھلے سماج کی قلعی کھولی ہے۔

اگرچہ عبد اللہ حسین کی شہرت کا دارومدار ان کی ناول نگاری کی مرہون منت ہے تاہم اردو افسانے کے میدان میں بھی انہوں نے طبع آزمائی کی ہے۔ان کے افسانوں کے دو مجموعے "نشیب" اور "فریب" کے نام سے شائع ہوئے۔"نشیب" مجموعی طور پر پانچ افسانوں (جلاوطن، ندی، سمندر، دھوپ، مہاجرین) اور دو ناولٹ (نشیب، واپسی کا سفر) سے مزین ہے۔عبد اللہ حسین کا یہ افسانوی مجموعہ ان کے پہلے ناول "اداس نسلیں" کے تقریباً اٹھارہ برس بعد شائع ہوا۔"نشیب" ناولٹ کی مناسبت سے کتاب کا نام بھی رکھا گیا ہے۔کہنے کو تو "نشیب" ناولٹ ہے مگر اس میں افسانوی تکنیک کا کرشمہ دکھایا گیا ہے۔یہ ناولٹ اصل میں دو دوستوں کی کہانی ہے۔اس کے کرداروں میں ظفر، کوثر، آیاز اور نسیم شامل ہیں۔اس ناولٹ میں ظفر نامی شخص شک کی بنیاد پر اپنی شریکِ حیات کوثر پر بدچلنی کا الزام لگا کر قتل کر دیتا ہے لیکن آیاز (جس کا شمار شہر کے بڑے وکلاء میں ہوتا ہے) کو ظفر بے گناہ نظر آتا ہے اس لئے ظفر کی بے گناہی ثابت کرنے کے لئے وہ اس مقدمے کی پیروی کرتا ہے۔ناولٹ "نشیب" میں بیک وقت دو کہانیاں آگے بڑھ رہی ہے۔ایک طرف ظفر اور اس کی مقتولہ شریک حیات "کوثر" کی کہانی مصنف بیان کررہا ہے تو اس کے ساتھ ہی عبد اللہ حسین نے آیاز اور نسیم کی غیر مطمئن ازدواجی زندگی کا بیان فنی چابکدستی سے کیا ہے۔"نشیب" میں درحقیقت ایک استحصالی معاشرے کی عکاسی کی گئی ہے۔عورت کی نفسیات پر پڑنے والے معاشرتی دباؤ کو اس ناولٹ میں مرکزی اہمیت دی گئی ہے۔اس کے متعلق "محمد عاصم بٹ" نے اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے کہ:

> "نشیب" کو ناول کی طرز پر لکھا گیا ہے لیکن اس کا ڈھانچہ افسانے کا ہے، اس لیے ناول کی سی آزادی اس میں ممکن نہیں ہے"6

"واپسی کا سفر" ناولٹ بھی "نشیب" مجموعہ میں شامل ہے۔اس ناولٹ میں عبد اللہ حسین نے روایت سے ہٹ کر الگ موضوع کو زیر بحث لانے کی ادنیٰ سی کوشش کی ہے۔لیکن ان کی یہ کوشش صدا بہ صحرا ثابت نہیں ہوئی۔اس ناولٹ میں میں عبد اللہ حسین نے دیار غیر میں غیر قانونی طور پر مقیم پاکستانیوں کی زندگی کو کہانی کے روپ میں سمو کر منظر عام پر لانی کی کوشش کی ہے۔یہ ان تارکین وطن کی کہانی ہے جو روزی روٹی کمانے کے لئے دیار غیر میں در در کے دھکے کھانے ہر مجبور ہیں۔یہ سب افراد اس حبسِ بے جا میں ذلت اور ناآسودگی کا عذاب سہہ رہے ہیں۔اپنے خوابوں اور ناتمام

آرزوؤں کی تکمیل کے لیے دیارِ غیر میں غیر قانونی زندگی ان کو ذہنی سطح پر مفلوج کر دیتی ہے۔"واپسی کا سفر" کے بارے میں "محمد عاصم بٹ" کی یہ رائے کافی صائب ہے کہ:

"ہم بہت آسانی کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ واپسی کا سفر اردو میں پہلی کہانی ہے جس میں بیرون ملک پاکستانیوں کی بپتا بیان کی گئی ہے۔ چھوٹے بڑے شہروں اور دیہاتوں سے گئے ہوئے یہ لوگ وہاں دولت کمانے کے لیے کیسی دشوار گزار زندگی سے دوچار ہوتے ہیں، وہ ہم یہاں بیٹھ کر اندازہ نہیں لگا سکتے۔ یہ لوگ عام مزدور پیشہ یا کسان ہیں اور اپنی سرزمین سے دور دیارِ غیر میں ایسی زندگی کا خواب لے کر آئے ہیں جو آسائشوں اور دولت کی فراوانی جیسے رنگوں سے بنی ہے"7

"واپسی کا سفر" کی کہانی میں "میری" نامی ایک عورت کا کافی عمل دخل ہے۔ایک چھوٹے سے مکان سے ساری کہانی کا احاطہ کیا گیا ہے جس میں ۱۸تار کین رہائش پذیر ہیں۔ناولٹ کا واحد نسوانی کردار "میری" ان ۱۸افراد کی خدمت پر مامور ہے لیکن آخر کار "میری" حسین شاہ، ارشاد اور ثاقب سے جسمانی تعلق استوار کر لیتی ہے۔ جس کی وجہ سے آگے چل کر ان لوگوں کے درمیان جھگڑا ہوتا ہے۔ عبد اللہ حسین نے اپنے دیگر ناولوں کی طرح "واپسی کا سفر" میں بھی قتل کو موضوع بنایا ہے۔ حسین شاہ اور ارشاد کے قتل کی وجہ سے نہ صرف ثاقب بلکہ تمام افراد مصائب کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ثاقب قتل کے الزام میں حوالات چلا جاتا ہے جبکہ "میری" ایک آئرش کی داشتہ بن جاتی ہے۔اس ناولٹ میں عبد اللہ حسین نے جنس موضوع پر کھلے عام بحث کی ہے۔عبد اللہ حسین کا یہ ناولٹ ایک کامیاب ناولٹ ہے۔کیونکہ انہوں نے اس ناول میں اپنے احساسات، جذبات، تاثرات اور ذاتی تجربات کو فنکاری سے ناول کا قالب میں ڈھالنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔اس کے علاوہ عبد اللہ حسین کا ضخیم ناول "نادار لوگ" (۱۹۹۶) میں منظرِ عام پر آیا۔ یہ ناول اس وجہ سے مقبول ہے کہ اس میں ناول نگار نے حقیقت پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سانحہ مشرقی پاکستان کے وقت کے سیاسی و سماجی حالات کے اتار چڑھاو کو خوب صورت پیرائے میں زیب قرطاس کیا ہے۔اس ناول میں عبد اللہ حسین نے پوری قوم کو طنز کا نشانہ بنایا ہے جو نسل در نسل غلامی کا طوق گلے میں پہنے جاگیر دارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام کے آگے خاموش ہے۔انہوں نے اس ناول میں پاکستان کے مختلف اداروں پر طنز کے تیر برسائے ہیں۔

عبد اللہ حسین اردو ناول کا ایک درخشندہ ستارہ ہیں جنھوں نے اپنے گنے چنے ناولوں سے اردو ادب کے دامن کو وسعتوں سے مالامال کیا۔ ان کے ناولوں کا مجموعی جائزہ لینے کے بعد یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ عبد اللہ حسین کے تمام ناول موضوع کی ہمہ گیریت اور اسالیب کی ندرت کی وجہ سے اپنی مثال آپ ہیں اور اردو فکشن میں بیش بہا اضافہ ہیں۔عبد اللہ حسین کے ہاں فکری شعور کی بالیدگی اور عصری شعور کی آگاہی جدید منظر نامے سے تشکیل پاتی ہے۔زندگی کو برتنے کا سلیقہ ان کو خوب ہے۔انہوں نے ماہر نباض کی طرح معاشرے کے نبض پر ہاتھ رکھ کر معاشرتی برائیوں کا پتا لگانے کی کوشش کی ہے پھر اسی کو مدِ نظر رکھ کر ان مسائل کا حل ناولوں میں پیش کیا ہے۔ان کے ہاں سماجی گھٹن، قدامت پسندی، اقتصادی بدحالی اور نچلے طبقے کا استحصال کا تذکرہ پورے آب و تاب کے ساتھ موجود ہے۔عبد اللہ حسین کے ناولوں میں تاریخ کی جھلکیاں ایک خاص پس منظر سے جنم لیتی ہیں جس سے کہانی نت نئے روپ دھار لیتی ہے۔عبد اللہ حسین نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ دیارِ غیر میں بسر کیا مگر ان کے ناولوں کی فضا پاکستان کے دیہات سے اپنا

مواد چنتی ہے۔ان کے ناولوں میں دیہات کی سیدھی سادی زندگی کو موضوع بنایا گیا ہے۔عبد اللہ حسین اردو ادب کے ایک حقیقت پسند ادیب ہیں ان کی تمام تر تحریریں نچلے طبقے کی زندگی کی عکاس ہیں۔انہوں نے اپنا گہرا سیاسی، سماجی اور معاشرتی شعور ناولوں کی صورت میں ظاہر کیا ہے۔ان کی کہانیوں میں برِ صغیر پاک وہند کی مشترک تہذیبی قدریں سانس لیتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں۔عبد اللہ حسین کے ناولوں میں انگریز سامراج کا تسلط، ایسٹ انڈیا کمپنی کی عیاریاں، جنگِ عظیم کی تباہ کاریاں، فسادات کے مظالم اور ہجرت کے گہرے دکھ پر قلم اٹھایا گیا ہے۔عبد اللہ حسین نے ایک حساس ادیب کی طرح اپنے عہد کی تاریخ مرتب کی ہے کہانی پر ان کی ماہرانہ گرفت مضبوط ہے اس لیے عبد اللہ حسین کے ہاں زندگی کا فطری پن دکھائی دیتا ہے۔بقول "ڈاکٹر ناصر عباس نیر":

> "عبد اللہ حسین ایک اوریجنل ناول نویس ہیں۔وہ زندگی کے بے انت پھیلاؤ کا ادراک کرنے اور اس میں تناسب اور موزونیت کے رشتوں کو دریافت کرنے کا قدرتی ملکہ رکھتے ہیں یوں وہ اصل زندگی کے تنوع کے عقب میں اس اسٹرکچر کو دریافت کرتے ہیں جو زندگی کے تنوع اور نیرنگی کا سرچشمہ ہے"8

زندگی کی نیرنگی کے ساتھ عبد اللہ حسین کے ناولوں میں خیالات کی نیرنگی بھی ہے۔چونکہ ناول کی کہانی میں مرکزی حیثیت کردار کو حاصل ہے لہذا عبد اللہ حسین کے ہاں کرداری سطح پر بھی بڑا تنوع ہے۔یہ کردار کبھی اداس نسلیں کی صورت میں نمودار ہوتے ہیں تو کبھی نادار لوگ کی صورت میں۔عبد اللہ حسین اپنے کرداروں کی ذہنی وفکری سطح سے بخوبی آگاہ ہیں کردار کا تعلق چونکہ سماج سے ہے لہذا دونوں لازم وملزوم ہونے کے ناطے ایک دوسرے سے جدا نہیں کیے جاسکتے۔اسی لیے ان کے ذریعے عبد اللہ حسین نے اپنے عہد کی عکاسی کی ہے چاہے وہ "اداس نسلیں" کا "نعیم" ہو، "باگھ" کا "اسد" ہو یا "نادار لوگ" کا "اعجاز"، عبد اللہ حسین نے ان کے باطن میں جھانک کر ان کی اندرونی کیفیات کا کھوج لگایا ہے۔ان کے نسوانی کردار وقت کے بے رحم شکنجے میں جکڑے نظر آتے ہیں۔ان کی مثالیں "عذرا"، "سکینہ"، "سلطانہ" اور "نسرین" کی صورت میں موجود ہیں۔یہ سب کردار اپنے اپنے دکھوں میں مبتلا ہیں ان کرداروں کے متعلق "مظفر اقبال" کا کہنا ہے کہ:

> "عبد اللہ حسین کی تخلیق کی ہوئی دنیا ہر اس شخص پر اپنے در وا کر دیتی ہے جو ایسی جگہ رہنے کی اہلیت رکھتا ہو جہاں یادِ ماضی میں گم جلاوطن، آسمان سے دھتکارے ہوئے فرشتے، کٹے ہوئے بازو والے ہیرو، مایوسی اور تنہائی کا شکار مہاجر اور ایسے مرد رہتے ہوں جو شیروں کے شکار کے شائق ہیں یا ایسی عورتیں جو یاسمین کی طرح معطر اور حسین ہیں"9

عبد اللہ حسین کے ناولوں کی اہمیت اس لحاظ سے بھی مسلّم ہے کہ اس میں بے رحم حقیقت نگاری سے کام لیا گیا ہے۔ان کے ناولوں میں جاگیر دارانہ نظام کی کریہہ صورت، پیری فقیری کی آڑ میں منافقانہ رویے، مارشل لائی جبر میں جائز حقوق کی حق تلفی، سیاسی نشیب وفراز اور امیر شہر کے بے جا فرامین کی مخالفت موجود ہے۔بقول "ڈاکٹر روش ندیم":

> "برٹش انڈیا کے تناظر پر مشتمل اداس نسلیں ہو یا حمود الرحمن کمیشن رپورٹ کے پس منظر میں نادار لوگ، کشمیر کے پس منظر میں لکھا گیا باگھ ہو یا جاگیر داری کے تناظر میں تحریر کردہ قید، یہ سب ناول بطور ایک مسلسل بیانیے کے سٹیٹ اور سوسائٹی کے باہمی

تعلق کی ان کریہہ شکلوں کو ظاہر کرتے ہیں جن میں عام گمنام لوگ اس کا رزق بنتے رہتے ہیں"10

عبد اللہ حسین کے بیشتر ناولوں کا موضوع پاکستانی معاشرہ ہے اس معاشرے میں رہنے والے افراد کا المیاتی تصور وسیع کینوس پر پھیلایا گیا ہے۔ کہانی کو پھیلاؤ کے ساتھ گرفت میں لینا اور کرداروں کی وساطت سے انسانی احساسات و جذبات کی ترجمانی کرنا عبد اللہ حسین کا اوجِ کمال ہے۔ ان کے ناولوں میں منظر نگاری اور جزئیات نگاری اپنے مخصوص مزاج کے مطابق پروان چڑھتی ہے۔ اردو ناول کی روایت میں اور خصوصاً پلاٹ کے ضمن میں، عبد اللہ حسین کے ہاں فنی و فکری جدت کا امتزاج پایا جاتا ہے جو آنے والے ناول نگاروں کے لیے عملی نمونہ ثابت ہو سکتا ہے۔ ہر بڑی تخلیق میں خوبیوں کے ساتھ کچھ خامیاں بھی ہوتی ہیں بعینہٖ عبد اللہ حسین کے ہاں بھی کچھ خامیاں ہیں مگر خامیاں وقت کے ساتھ ساتھ رفع ہو جاتی ہیں۔ موضوعات کے حوالے سے عبد اللہ حسین کی تخلیقات مستقبل کے ناول نگاروں کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوں گی اور ان کے فکشن کا بنیادی تھیم ہر عہد میں نئی معنویت کے ساتھ اُجاگر ہو گا۔

حوالہ جات

1. محمد عاصم بٹ، عبد اللہ حسین، شخصیت اور فن، اکادمی ادبیات، پاکستان، ۲۰۰۸، ص:۲۵
2. عبد اللہ حسین سے بات چیت، شرکاء، شیخ صلاح الدین، صلاح الدین محمود، محمد سلیم الرحمن، مشمولہ، انگارے، عبد اللہ نمبر، مرتبین، سید عامر سہیل، عبد العزیز ملک، محمد داؤد راحت، شمارہ، جولائی تا اکتوبر، بیکن بکس، ۲۰۱۵، ص:۱۶
3. ناصر عباس نیرّ، باگھ ایک مطالعہ، مشمولہ ،انگارے، عبد اللہ حسین نمبر، مرتبین، سید عامر سہیل، عبد العزیز داؤد راحت، شمارہ، جولائی تا اکتوبر، بیکن بکس، ۲۰۱۵، ص:۱۸۹
4. بحوالہ محمد عاصم بٹ، عبد اللہ حسین، شخصیت اور فن، اکادمی ادبیات، پاکستان، ۲۰۰۸، ص:۱۲۶
5. خالد اشرف، ڈاکٹر، برِ صغیر میں اردو ناول، فکشن ہاؤس، لاہور، ۲۰۰۸، ص:۱۰۷
6. محمد عاصم بٹ، عبد اللہ حسین، شخصیت اور فن، اکادمی ادبیات، پاکستان، ۲۰۰۸، ص:۷۰
7. محمد عاصم بٹ، عبد اللہ حسین، شخصیت اور فن، اکادمی ادبیات، پاکستان، ۲۰۰۸، ص:۱۷
8. ناصر عباس نیرّ، باگھ ایک مطالعہ، مشمولہ ،انگارے، عبد اللہ حسین نمبر، مرتبین، سید عامر سہیل، عبد العزیز ملک، محمد داؤد راحت، شمارہ، جولائی تا اکتوبر، بیکن بکس، ۲۰۱۵، ص:۱۸۶
9. بحوالہ محمد عاصم بٹ، عبد اللہ حسین، شخصیت اور فن، اکادمی ادبیات، پاکستان، ۲۰۰۸، ص۱۲۹
10. روش ندیم ،ڈاکٹر، عبد اللہ حسین، عام لوگوں کا مؤرخ ادیب، مشمولہ ،انگارے، عبد اللہ حسین نمبر، مرتبین، سید عامر سہیل، عبد العزیز ملک، محمد داؤد راحت، شمارہ، جولائی تا اکتوبر، بیکن بکس، ۲۰۱۵، ص184

References:

1. Muhammad Asim Butt, Abdullah Hussain Shakhsiyyat aur fun, Akadmy adibiyat Pakistan, 2008, p. 25.
2. Abdullah Hussain se batcheet, Sheikh Salahuddin, Salahuddin Mahmood, Muhammad Salimur rahman, Angaray, Abdullah Hussain Number, muratibeen: Syed Amir Sohail, Abdul Aziz Malik, Muammad Daud Rahat, July to October, 2015, p. 16
3. Nasir Abbas Nayyar, Baagh aik mutalia, angaray, Abdulla Hussain Number, muratibeen: Syed Amir Sohail, Abdul Aziz Malik, Muammad Daud Rahat, July to October, 2015, p. 189
4. ref Muhammad Asim Butt, Abdullah Hussain Shakhsiyyat aur fun, Akadmy adibiyat Pakistan, 2008, p. 126.
5. Dr. Khalid Ashraf, Bar e Sagheer main Urdu Novel, Fiction House, Lahore, 2008, p. 107
6. Muhammad Asim Butt, Abdullah Hussain Shakhsiyyat aur fun, Akadmy adibiyat Pakistan, 2008, p. 70
7. Muhammad Asim Butt, Abdullah Hussain Shakhsiyyat aur fun, Akadmy adibiyat Pakistan, 2008, p. 171
8. Nasir Abbas Nayyar, Baagh aik mutalia, angaray, Abdulla Hussain Number, muratibeen: Syed Amir Sohail, Abdul Aziz Malik, Muammad Daud Rahat, July to October, 2015, p. 186
9. ref Muhammad Asim Butt, Abdullah Hussain Shakhsiyyat aur fun, Akadmy adibiyat Pakistan, 2008, p. 126
10. Dr. Rawish Nadeem, Abdullah Hussain Aam logon ka muarikh adeeb, Angary, Abdullah Hussain Number, muratibeen: Syed Amir Sohail, Abdul Aziz Malik, Muammad Daud Rahat, July to October, 2015, p. 184